نظریہ پاکستان کی دینی بنیاد کا ارتقا

*رفعی شفیق

**ظفر حجازی

ABSTRACT

Ideology of Pakistan is based on Islam and two nation theory that means, to save the distinct religious, political, economic, cultural and social identity of Muslims of Hindustan. The Muslims of Sub-continent not only wanted freedom but also wanted a separate Muslim State where they can implement the principles of Quran and Sunnah. Ideology of Pakistan is actually based on Islamic ideology. But after the formation of Pakistan some secular intellectuals, journalists and analyst argue that, Pakistan was established to solve the economic issues and the term Islamic Ideology is used recently. Now in Pakistan this Propaganda is at extreme level. This secular thinking actually represents Hindustani propaganda because Pandit Jawaharlal Nehru during his entire life also claimed that, Hindu Muslim differences were actually economic issues. This article can help to know that, did actually the core of ideology of Pakistan laid on Islam, whether it was the need of time or a fabricated story?. Does after the creation of Pakistan there is no need of religion? The methodology of research would be descriptive and analytical. All basic books are consulted regarding the ideology of Pakistan written before and after the existence of Pakistan as well as TV shows and newspapers columns also.

Key words: Islam, Social identity, Economic issues, Conflicts, Secularism.

اسلام ایک آفاقی دین ہے۔ اس لیے اس کے تصورات بھی آفاقی ہیں جو انسانی فکر اور سوچ کو بہترین لائحہ عمل مرتب کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الْإِسْلَامُ [۱] ''اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے''۔

اِسی دینی رشتے کی وجہ سے شروع دن سے ہی مسلمانان ہند کو یہ احساس رہا کہ وہ ہندوؤں سے مذہبی، قومی، معاشرتی، سیاسی، تہذیبی اور معاشی لحاظ سے مختلف ہیں اس لیے ایک ایسی ''الگ مسلم ریاست'' ہو جہاں وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ یہ اسلامی نظریہ حیات نہ صرف نظریہ پاکستان کی بنیاد بنا بلکہ دو قومی نظریے کی وجہ بھی بنا۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی بعض لادینی سوچ کے حامل افراد نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ پاکستان کا قیام دینی تشخص کی حفاظت کے لیے نہیں بلکہ معاشی مجبوریوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے وجود میں

طالبہ تحقیق، کلیہ شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ خواتین لاہور، لاہور

منتظم شعبۂ تحقیق، ادارۂ معارفِ اسلامی، منصورہ، لاہور۔

آیا ہے۔ اس لیے نظریہ پاکستان کی بنیاد ہر گز نظریہ اسلام یعنی مذہب پر نہیں رکھی گئی ہے۔ عصر حاضر میں یہ سیکولر عناصر پاکستان میں ایک طاقتور طبقہ بن چکے ہیں۔ آج یہ عناصر اپنے مفادات، لبرل ازم کے فروغ اور ہندی و مغربی ایجنڈے کے لیے اپنے بیانیے میں مزید اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ، نظریہ پاکستان کی اصطلاح کا استعمال بعد میں دینی جماعتوں نے اپنے سیاسی مفادات اور اقتدار کے حصول کے لیے کیا۔ آزادی کے بعد متحدہ ہندوستان جیسے معاشی مسائل نہیں رہے لہذا ترقی کے لیے دین کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے پاکستان کی بنیاد سیکولر نظریات پر ہونی چاہیے۔ دراصل اِن سیکولر دانشوروں کی سوچ ہندوستانی پروپیگنڈہ سے بھی خوب مطابقت رکھتی ہے کیونکہ "پنڈت جواہر لال نہرو بھی ہندو مسلم اختلافات اور مسائل کو ساری عمر اقتصادی مسائل کہتے رہے"۔ (۲) زیر تحریر مقالے میں حتی الامکان یہ جاننے کی کوشش کی جائے گی کہ، کیا واقعی ہی نظریہ پاکستان کی بنیاد اسلام پر رکھی گئی تھی یا یہ ایک وقتی ضرورت اور خود ساختہ کہانی ہے اور تحریک پاکستان کی بنیاد معاشی عوامل پر قائم تھی؟۔ کیا قیام پاکستان کے بعد معاشی ترقی کے حصول کے لیے اسلامی تشخص کی ضرورت نہیں ہے؟ ان تمام سوالات کے جوابات کے حل کے لیے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ برصغیر میں نظریہ پاکستان کی دینی بنیاد کا ارتقاء کب، کیسے اور کیونکر ہوا؟

ا۔ برصغیر میں مسلم امت کی بنیاد:

ہندوستان میں مسلمانوں سے پہلے بہت ساری قومیں آئیں اور آباد ہوئیں ان قوموں نے اپنی حکومتیں بھی قائم کیں مگر اپنے مذہبی عقائد میں کمزوری اور جہالت کی وجہ سے انہوں نے برہمنوں کی تعلیمات کو قبول کر کے ان کی توہمات کو اپنا مذہب قرار دے دیا۔ یہ قومیں ہندوؤں میں شامل ہو گئیں اور اپنا وجود کھو دیا لیکن مسلمان جب اس سرزمین پر وارد ہوئے تو انہوں نے خود کو ہندوستان میں شروع دن سے ہی ہر قوم سے علیحدہ محسوس کیا۔ سید حسن ریاض کے مطابق: "برہمنوں کی ساری کوششوں کے باوجود جو انہوں نے کیں، مسلمان مسلمان رہے اور ہندوستان میں شروع ہی سے ہندو اور مسلمان کا فرق قائم رہا"۔ (۳) مذہبی شناخت کی انفرادیت نے ہندوستان میں مسلم امت کی بنیاد ڈالی۔ مسلمانوں نے دینی تشخص و انفرادی تہذیبی وجود کو برقرار رکھنے کی کوششیں دو قومی نظریہ کی بنیاد پر کیں اور بلا آخر تحریک پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوئیں۔ اس لیے برصغیر میں نظریہ پاکستان کا دینی ارتقاء نیا نہیں ہے بلکہ ایک طویل تاریخی کا پس منظر کا حامل ہے۔ مسلم دینی انفرادیت کی وجہ سے اس تحریک کا آغاز اسی وقت ہو گیا تھا جب مسلمانوں نے حق کی فتح اور دین کی حفاظت کے لیے مدینے کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس لیے علامہ شبیر احمد عثمانی نظریہ پاکستان کا تعلق ریاست مدینہ سے جوڑتے ہوئے لکھتے ہیں کہ 'مشیت الٰہی کے زبردست ہاتھ نے آخر کار رسولِ مقبول ﷺ کی تاریخی ہجرت سے مدینہ طیبہ میں ایک طرح کا پاکستان قائم کر دیا"۔ (۴) اسی نقطہ نظر

کو قائد اعظم نے علی گڑھ یونیورسٹی کے طالب علموں سے خطاب میں واضح کرتے ہوئے کہا کہ "تحریک پاکستان اُسی دن شروع ہوگئی تھی جب باب الاسلام سندھ کی سرزمین پر پہلے مسلمان نے قدم رکھا"۔(۵)

برصغیر میں محمد بن قاسم کی آمد سے مسلم حکومت (۷۱۲ھ) کا آغاز ہوا۔ عربوں کے حُسنِ سلوک سے متاثر ہو کر نہ صرف نچلی ذات بلکہ اُونچی ذات کے ہندوؤں نے بھی اسلام قبول کیا۔ اس بات کی تائید حسن ریاض کے الفاظ میں: "دیبل میں محمد بن قاسم نے پہلی جامع مسجد تعمیر کروائی اور پہلے چار ہزار عربوں کو آباد کیا جس سے وہاں اسلامی زندگی پیدا ہوئی۔ راجا داہر کا بیٹا جئے سنگھ اور بہت سے ہندو و بدھ سردار مسلمان ہوئے"۔(۶) مسلم حکمرانوں کی مذہبی رواداری کی وجہ سے اسلام تیزی سے پھیلا۔ اس کی روشنی سے ہزاروں لوگ منور ہوئے۔ ابتدائی دور میں مسلمانوں نے ہندو مت یا بدھ مت کا اثر نہیں لیا۔ بلکہ دوسرے مذاہب خصوصا ہندو اور بدھ دھرم کو اسلام نے متاثر کیا۔ سید قدرت اللہ فاطمی کے مطابق: "رم لینڈ (نرم کنارے کی زمین) کے افق پر مساوات اور اخوت کا آفتاب تازہ اسلام کی شکل میں طلوع ہوا۔ رم لینڈ کی مساوات پسند روح نے برہمنی نظام سرطان کے شکار مہایان اور تنتریان کی جگہ اسلام کو قبول کرنے کی صلاحیت دکھائی"۔(۷) بعد میں جب ہندوؤں اور مسلمانوں کا میل جول بڑھا اور ہندو مسلمان صوفیاء کرام کی خانقاہوں میں بلا کسی روک ٹوک و تفریق کے حاضر ہونے لگے تو چودھویں صدی میں صوفیاء اور ہندو جوگیوں نے ان امور کو تلاش کرنا شروع کر دیا جو ہندو مذہب اور اسلام میں مشترک تھے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر تاراچند کے الفاظ میں: "نئی زندگی گزارنے کی کوشش میں ایک نیا کلچر متعارف ہوا جو نہ تو پوری طرح ہندو کلچر تھا اور نہ ہی مسلم۔ یہ حقیقتاً ہندو مسلم کلچر تھا"۔ (۸)

دونوں مذاہب کے ماننے والوں کا آپس میں حد درجے اختلاط ایک دوسرے کو متاثر کیے بغیر نہ رہ سکے اور دین اسلام میں تغیرات پیدا ہوئے۔ مسلمانوں کے دینی انفرادیت کو نقصان پہنچا مگر پھر بھی مسلمان مسلمان ہی رہا اور مسلم عقائد میں تبدیلی نہیں ہوئی۔

۲۔ دینی ارتقاء میں جمود:

ہندو اور مسلم کے باہمی میل جول کے نتیجہ میں مسلم حکومت ہونے کے باوجود اسلام ہندو عقائد و رسم و رواج سے متاثر ہوا۔ سید ابو الاعلی مودودی کے مطابق: اس کی وجوہات یہ تھیں کہ "اسلام کی عام کشش سے متاثر ہو کر ہندوستان کے کروڑوں آدمی مسلمان ہوئے مگر اسلامی اصول پر ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہ کیا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اس ملک کی اسلامی آبادی کا سواد اعظم ان مشرکانہ اور جاہلانہ رسوم و عقائد میں گرفتار رہا جو اسلام قبول کرنے سے پہلے ان میں رائج تھے"۔(۹)

اس پر اکبر کے نئے خود ساختہ مذہب سے لادینی نظریات کو مزید تقویت ملی۔ اکبر کے نئے دین کے حوالے سے سید محمد میاں لکھتے ہیں کہ، "بادشاہ کے سامنے سجدہ ضروری تھا۔ آفتاب کے ذکر پر "العباد باللہ جلت قدرتہ" کہنا ضروری تھا۔ بادشاہ خود بھی قشقہ لگاتا تھا۔ طلوع آفتاب کے وقت دو بار روزانہ نوبت اور نقارہ مقرر تھا۔ ہندوؤں کے تناسخ کے عقیدے میں بڑی پختگی پیدا ہوگئی تھی"۔[۱۰] اس طرح اکبر خود کو ایک خدا کے درجے پر لے آیا۔ اکبر کے دور میں "ایک ریاست ایک رعایا" کا نعرہ بلند ہوا تو لادینیت کا حقیقی آغاز ہوا۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں اس بات کی تائید ان الفاظ میں ملتی ہے کہ 'دین الٰہی کے پیروکار جب ایک دوسرے سے ملتے تو ان کو "اللہ اکبر" کہنا ہوتا اور دوسرا جدا ہوتے وقت "جل جلال" کہنا ضروری ہوتا۔ اسلامی تہواروں پر پابندی تھی۔ ۱۵۸۱ء میں دینِ الٰہی رائج کیا گیا"۔[۱۱] المختصر اکبر کے دور میں مسلم عقائد میں تبدیلی رونما ہوئی اور سیکولرازم کے پودے کو خوب پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔

۳۔ مجدد الف ثانی اور حقیقی دینی بنیاد کو فروغ:

مجدد الف ثانی نے سب سے پہلے مسلمانان ہند کی دینی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا۔ آپ نے اکبر کے دینِ الٰہی کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے وحدت الوجود (روح اور مادہ ایک ہے اور تمام چیزوں میں خدا کا تصور پایا جاتا ہے[۱۲]) کے نظریے کی بنیاد کو ردّ کرتے ہوئے "وحدت الشہود" (چیزیں خدا کی شہادت دیتی ہیں لیکن اس سے الگ ہیں[۱۳]) کا صاف ستھرا نظریہ پیش کیا۔ آپ نے لادینت کے فروغ کو روکا اور مسلمانوں میں رائج مشرکانہ عقائد کی اصلاح کی۔ زندگی کے ہر شعبے میں اسلامی تعلیمات کو ضروری قرار دیا۔ مسلمانوں کو ہندو ثقافت سے علیحدہ رہنے کی تلقین کی۔ ہندو رسم ورواج کو اپنانے سے روکنے کے لیے عملی اقدامات کیے۔ آپ نے مسلمانان ہند کو کفر کی گود میں گرنے سے بچالیا اور اُن کے دینی تشخص کی حفاظت کی۔ یہی طرز فکر اور سوچ نظریہ پاکستان کی بنیاد بن کر اُبھری۔ اس بات کی تائید سید علی بلگرمی اِن الفاظ میں کرتے ہیں کہ "اسلام اور برہمنی مذہب کو ملا دینے کی جو کوشش اکبر نے کی اس میں وہ کامیاب نہ ہوا"۔[۱۴] حفاظت دین میں کوششوں کی وجہ سے مجدد الف ثانی دو قومی نظریے کے پہلے بانی بھی کہلائے آپ کی خدمات کی وجہ سے نظریہ پاکستان کی دینی بنیاد کو فروغ حاصل ہوا اور اسلام کی حقیقی روح کی وضاحت ممکن ہوئی۔

۴۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور دین اسلام کا مربوط تصور:

شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے میل جول سے جو مذہبی خرابیاں پیدا ہوئیں ان کا جائزہ لیتے ہوئے مسلمانوں کے لیے دینی تعلیم لازمی قرار دی۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کر کے مسلمانانِ ہند کے دینی تشخص کی حفاظت کرنا تھا۔ پروفیسر محمد سلیم کے مطابق: "فکری لحاظ سے شاہ صاحب کا بڑا کمال

یہ ہے کہ انہوں نے دین کا مجموعی طور پر مربوط تصور پیش کیا"۔ (۱۵) سترھویں صدی معاشرتی برائیوں ایک ناسور بن چکی تھیں۔ جو دین اسلام کی روح اور اسلامی معاشرت کو متاثر کر رہی تھیں۔ ابو الحسن ندوی کے مطابق: شراب نوشی، نشہ آوراہ چیزوں کا بکثرت استعمال ہوتا تھا جس سے مسلمانوں کا اخلاق بری طرح متاثر ہوا۔ شاہ صاحب نے مسلمانوں کو اس سے روکا اور ان کی تربیت کی۔ (۱۶) آپ نے نوخیزہ مسلم امت کے فکری ارتقا کو فروغ بخشا۔ "آپ نے معاشرتی زوال کی بنیادیں معاشی زوال میں تلاش کیں اور مسلمانوں کی نشاط ثانیہ کے لیے ایک ٹھوس فکری بنیاد فراہم کی"۔ (۱۷) شاہ صاحب کی دینی تحریک و اصطلاحات کا دائرہ کار پورے برصغیر میں پھیل گیا جس کے ثمرات آج بھی لاکھوں طالبِ علم علومِ اسلامیہ میں حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کی کوششوں سے برصغیر میں اسلام کی انفرادیت کو فروغ حاصل ہوا اور عوام الناس میں حقیقی دینی و نظریاتی شعور پیدا ہوا۔

۵۔ سید احمد شہید اور دین اسلام کی انفرادیت کا تحفظ:

اٹھارویں اور انیسویں صدی کے اوّل میں دین اسلام میں بدعات اور جہالت عام تھیں۔ شرک و بدعت اور اسراف وجہالت اجزائے ترکیبی تھے اور معاشرت اسلامی زوال پذیر تھی۔ سید احمد شہید نے عملاً دینی تعلیمات اور جہاد کی طرف خصوصی توجہ دی۔ آپ نے مسلمانوں کے منفرد اسلامی تشخص کو بیدار کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ وہ نہ صرف دینی طور پر بلکہ ہر لحاظ سے ہندوؤں سے الگ ہیں۔ شیخ محمد اکرام دینی ارتقاء کے فروغ میں آپ کے کردار کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "آپ نے مسلمانوں کو اولیاء اللہ سے مرادیں مانگنا جو ہندوؤں کا طیرہ تھا منع کیا۔ شرک آمیز اعمال قبیحہ، خدا، رسول کے متعلق بے ادبانہ کلمات اور دین کے بارے میں غیر ضروری گفتگو سے روکا"۔ (۱۸) سید احمد شہید نے لوگوں کو شرعی زندگی گزارنے کی طرف مائل کیا۔ بلکہ مسلمانوں کو ہندو رسم و رواج سے آزاد کروانے کے لیے عملی اقدامات کیے۔ انہوں نے عوام الناس کی ذہنی فکری اور دینی اصلاح کی ان کی کوششوں کے باعث ہزار ہا افراد کی زندگیوں میں انقلاب عظیم برپا ہو گیا فاسق افراد پرہیز گار بن گئے۔ "معاشرتی خرابیوں میں جن میں مخالفت نکاح بیوگان، حق وراثت سے محرومی، شادی بیاہ اور ختنے کے موقع پر دھوم دھام ہندوانہ طرز پر چالیسویں پر روٹی کی تقسیم اور تجہیز و تدفین میں رسوم کا خاتمہ کیا۔ آپ نے اپنی بیوہ بھاوج سے خود نکاح کیا"۔ (۱۹) آپ نے شرک و بدعت، ضلالت و جہالت کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جہاد و بیعت کا طریقہ شریعت کو رائج کیا۔ سید احمد شہید نے تمام تباہ کن رسوم کا خاتمہ کیا۔ "اس زمانے میں تلوار باندھنا عیب خیال کرتے تھے آپ نے جہاد کا جذبہ پیدا کیا۔ جس کی وجہ سے لوگ تلوار باندھنے لگے"۔ (۲۰)

۶۔ ہندوؤں کی اسلام مخالف تحریکیں اور نظریہ پاکستان:

مسلمانوں سے متاثر ہو کر ہندوں نے بھی کئی اصلاحی تحریکیں شروع کیں ان میں اکثر ہندو دھرم کی حفاظت کے لیے نہیں تھیں بلکہ اسلام مخالف تحریکیں تھیں۔ جن کا مقصد مسلمانوں کو محکوم بنا کر حکومت کرنا مقصود تھا۔ ان

تحریکیوں میں برہمو سماج، تھیوسو فیکل سوسائٹی (سب سے پہلے یہ ادارہ ۱۸۷۵ء میں امریکہ میں قائم ہوا تھا۔ ان کے بانیوں کا خیال تھا کہ، وجدان کے ذریعے خدا کے علم کا حصول ممکن ہے)، پرارتھنا سماج (مقصد ویدک عہد کا احیاء تھا)[۲۱]، آریہ سماج (بانی دیانند سرسوتی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تھی)، بھگتی کی تحریک (متحدہ قومیت کا اجراء اور اسلامی تہذیب کو ہندو تہذیب میں ضم کرنا مقصود تھا[۲۲]، شدھی کی تحریک (مقصد مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنایا[۲۳]کھڈ ب کی تحریک (بانی مونجے، مقصد ہندوؤں کو طاقتور اور ہتھیاروں سے لیس کرنا تھا) اور راشٹریہ سیوک سنگھ (بانی ڈاکٹر ہجویر مرہٹہ اس جماعت نے ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا) شامل ہیں ان تحریکوں میں اسلام کی اشاعت میں بہت رکاوٹیں پیدا کی۔ مسلمانوں کی ذات پر براہ راست حملے اور اسلام مخالفت کے باوجود یہ تحریکیں برصغیر میں نظریہ پاکستان کے دینی ارتقاء کو روک تو نہ سکیں لیکن مسلمانوں کی علیحدگی کی تحریک کا موجب ضرور بنی۔

۷۔ دینی معاملات کی ادائیگی میں مداخلت اور اہانت رسول ﷺ:

اسلام مخالف تحریکیں جب مسلمانوں کے حوصلے پست نہ کر سکی تو ہندوؤں نے مسلمانوں کے دینی فرائض کی ادائیگی میں مداخلت شروع کر دی۔ جب مسلمان نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو عین اُسی وقت ہندو باجا بجانا شروع کر دیتے۔ جس کی وجہ سے ہندو مسلم فسادات کا آغاز ہوتا۔ ظاہر ہے ان حالات میں بے دین ہو کر ایک ساتھ رہنا مسلمانوں کے لیے ممکن نہ رہا۔ ہندوؤں نے مسلم دینی تشخص کو نقصان پہنچانے کے لیے اہانت رسول ﷺ بھی شروع کر دی۔ یہ اقدامات ایک منصوبے کے تحت اُٹھائے گئے۔ آپ ﷺ کی توہین کے لیے باقاعدہ کتابیں تحریر کی گئیں۔ پروفیسر محمد سلیم اپنی کتاب میں اس حوالے سے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ، "جب دہلی میں ایک ہندو شخص نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور عدالت سے بھی انصاف نہ ملا تو قاضی عبد الرشید نے اس ملعون کو گولی مار کر قتل کر ڈالا اور شہادت پائی"۔[۲۴] ہندو اسلام تشخص پر ضرب لگانے کے لیے تمام حربے استعمال کر رہے تھے۔ بندماترم اسلام مخالف ترانہ اس سلسلے کی اہم کڑی تھا جو بنگالی ناول نگار چندر چیٹرجی نے ۱۸۸۳ء میں آنند ماٹھ کے نام سے ایک ناول تحریر کیا۔ جس میں یہ گیت تحریر تھا جس کے مطابق ہندوؤں کو ہر وہ چیز اپنانی چاہیے جو ان کے لیے مفید ہو اور ہر اس چیز سے گریز کرنا چاہیے جو ان کے لیے مضر ہو چاہے اس کے لیے دوسری قوموں پر ظلم ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اس میں تحریر تھا کہ "وطن کو مسلمانوں سے پاک کرو۔ دھرتی ماتا کو ملیچھوں سے پاک کرو"۔[۲۵] بندِماترم جیسے ترانوں نے مذہبی اختلافات کو خوب ہوا دی۔ مذہب کی بنیاد پر ہندوستان کی زمین مسلمانوں پر تنگ ہونے لگی۔ اس لیے شمیم قادری بندماترم کو اسلام مخالف ترانہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، "اس گیت سے مسلمانوں کے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچی اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ ترانہ اسلام مخالف ہے اور اس میں بُت پرستی جیسے خیالات کا جوش دلانا ہے لیکن حقیقتاً اس کا مقصد ہندوستان میں تخریبی قومیت کی نشوونما تھی"۔[۲۶]

اب مسلمانوں کا برصغیر میں رہنا مشکل ہو گیا تھا۔ ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ شدید نفرت کا اظہار مسلمانان ہند پر زندگی کو تنگ کر رہا تھا۔ روزمرہ زندگی میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو ناپاک قرار دے کر سوسائٹی سے الگ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ محمد الیاس فارانی کے الفاظ: ''ہندو جس محلے میں رہتا ہے وہاں مسلمان کو گھسنے نہیں دیتے۔ ہندو جس چوکے میں کھانا کھاتا ہے وہاں مسلمان کا قدم نہیں پڑ سکتا۔ ہندو مسلمان کو ملیچھ سمجھتا ہے''۔ (۲۷) لہٰذا مسلمانوں کا ساتھ رہنا ناممکن ہو گیا تھا۔

۸۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی اور انگریزی تعلیم میں فروغ، مطالبہ پاکستان کی بنیاد:

انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے خصوصاً ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد ہندوستان حقیقتاً دینی بنیادوں پر تقسیم ہوتا چلا گیا۔ اگرچہ آزادی کی جنگ میں ہندو مسلم دونوں شامل تھے مگر انگریزوں نے ہندوؤں کے لیے تو عام معافی کا اعلان کر دیا۔ ہندو جیسے تھے ویسے ہی رہے مگر مسلمانوں کے خاندان برباد ہو گئے۔ انگریزوں نے صرف مسلمانوں پر مظالم ڈھائے۔ اس کی دو اہم وجوہات تھیں: (۱) انگریز مسلمانوں کو معاشی طور پر اس لیے کمزور کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ دوبارہ اقتدار حاصل نہ کر سکے۔ (۲) دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ انگریز اسلام کو اپنے لیے خطرہ تصور کرتے۔ اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے دینی معاملات میں مداخلت شروع کر دی۔ مسلمانوں کو چن چن کر قتل کر دیا گیا۔ ان کو سرعام پھانسیاں دی گئی تقریباً 24 شہزادوں کو تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ ''فتح دہلی کے وقت وفادار مسلمانوں کے گھروں پر نشان لگا کر باقی مسلمانوں کا خون مباح قرار دے دیا گیا'' (۲۸)۔ انگریزی تعلیم کے فروغ کے لیے مدارس میں دینی، فارسی اور عربی کی تعلیم ختم کر دی اور انگریزی تعلیم کو لازمی قرار دیا۔ مسلمانوں کو دین سے دور کرنے کی اس سازش کے حوالے سے سر سید احمد خان لکھتے ہیں کہ ''اسلام دشمنی کی وجہ سے دینی مدارس ختم کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے اوقاف پر قبضہ کر لیا گیا۔ دیہاتی مکتبوں کے مقرر ہونے سے پہلے لوگ یہی سمجھتے تھے کہ صرف عیسائی بنانے کو یہ مکتب جاری ہوئے ہیں''۔ (۲۹) مسلمان عیسائی تعلیم سے متاثر ہوئے اور انگریزوں کا فلسفہ ''دین کا ریاست سے کوئی تعلق نہیں'' کامیاب رہا۔ انگریزی تعلیم دین سے دوری کا موجب بن گئی۔ ڈاکٹر تاراچند کے الفاظ میں: ''مغربی تصورات کی اشاعت اور مغربی تعلیم کی توسیع اسلام کے بنیادی عقائد کے لیے خطرہ بنتی جا رہی تھی۔ (۳۰) اس لیے دور اندیش مسلمانوں نے دین کی حفاظت کے ساتھ معاشی مسائل سے نجات کے لیے بھی الگ وطن کا حصول ہی بہتر جانا اور تحریک پاکستان کا آغاز ہوا۔

۹۔ اشاعت عیسائیت اور علیحدگی کی تحریک:

عیسائیت کی تبلیغ کا مقصد نئی نسل کو اپنے مذہب سے بیگانہ کرتا تھا۔ انگریزوں کا کہنا تھا کہ ہم ان مدرسے کے طلباء کو عیسائی نہیں بنا سکے۔ لیکن کیا یہ کم ہے کہ وہ مسلمان، ہندو اور سکھ بھی نہیں رہ سکے۔ انگریزوں نے نئی نسل

کے ذہنوں میں مذہب کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا کر دیئے۔ڈاکٹر معین الدین عقیل اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ "انگریز بڑی حد تک اس مقصد میں کامیاب ہو گیا کہ دین اور ریاست کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے اور مخصوص مسلم تہذیبی شناخت ختم ہو کر ہندوستانی قومیت میں ضم ہوتی جارہی تھی"۔(۳۱)

اشاعت عیسائیت کی وجہ سے مسلمانوں کی نئی نسل دین کو ترقی میں رکاوٹ سمجھنے لگی۔ نماز اور روزہ جیسی عبادات میں شبہات پیدا ہو گئے اور لادینیت (secularism) کو فروغ حاصل ہوا۔عیسائی مشنری اور پادری اسلام پر سخت تنقید کرتے اور تانے کستے تھے۔ تعلیمی اداروں میں عیسائیت کا پرچار زوروں پر تھا۔ڈاکٹر تاراچند کے مطابق "اسکولوں اور تعلیمی اداروں سے عیسائیت کو تقویت ملی تھی یہ سب بہت کارگر ثابت ہورہا تھا"۔(۳۲) پادریوں کے وظائف مقرر کیے گئے۔انہوں نے اسلام، قرآن پاک اور نبی کریم کی ذات پر حملے کیے۔ پروفیسر محمد سلیم کے مطابق: پادریوں نے اسلام کی تردید میں رسالے و کتابیں لکھنا شروع کی جو باقاعدہ عوام الناس میں تقسیم کرتے۔ بازاروں اور عام گزرگاہوں پر کھڑے ہو کر پادری وعظ دینے لگے"۔(۳۳) ہندوستان کی درسگاہوں میں انگریزی تعلیم کے ساتھ انجیل کی تعلیمات بھی دی جانے لگی۔"میں سمجھتا ہوں کہ ہندو کالج میں انجیل کی تعلیم اس قدر زیادہ ہے کہ انگلستان کے کسی پبلک سکول میں بھی نہیں ہے"۔(۳۴) ان حالات میں مسلمان قائدین نے کے لیے الگ ریاست کے قیام میں عافیت سمجھی اور تحریک پاکستان نے جنم لیا۔

۱۰۔ ذبیحہ گائے کا مسئلہ اور نظریہ پاکستان:

ذبح گائے کا مسلہ بھی علیحدگی کی تحریک کا اہم سبب ہے۔ قربانی ہر مسلمان پر فرض ہے اور شعائر اللہ میں سے ہے۔ہندو گائے کی پوجا کرتے حتیٰ کہ اس کے پیشاب کو پاک مانتے ہیں۔اس لیے وہ مسلمانوں کو گائے کی قربانی سے روکتے۔ گائے ذبح کرنے پر کئی کئی دن فسادات ہوتے۔ مسلم اقلیت والے علاقوں میں ہندو ذبح گائے کا بہانہ بنا کر قتل اور خون ریزی کرتے اور کوئی پوچھنے والا نہ ہوتا۔ یہ اہم دینی اختلاف بھی مطالبہ پاکستان کی اہم وجہ بنا۔ سید محمد میاں اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ "ہندوستان میں ذبیحہ گاؤ اسلام کا ایک بڑا شعار ہے۔بہت (امکان) ہے کہ سایہ کنانِ ہند جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں مگر گائے ذبح کرانے پر ہرگز راضی نہیں ہو سکتے"۔(۳۵) ان حالات میں مسلمانانِ ہند معاشی لحاظ سے پسماندہ رہ کر زندگی بسر کر سکتے تھے مگر دینی امور کی ادائیگی میں خلل برداشت کرنا ممکن نہ تھا۔ ولی مظہر کے الفاظ میں:"آج بھی گائے ذبح کا بہانہ بنا کر ہندوستان میں صرف اس شبہ میں کہ، مسلمان نے گائے کا گوشت کھایا، اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔ مسلمان ایک گائے ذبح کرتا تو ہندو سو مسلمان ذبح کرتے اور ملتان میں مسلمانوں کو قیام پاکستان سے قبل ہندو گائے ذبح نہیں کرنے دیتے تھے۔اِس لیے وہاں کٹے کا گوشت کھایا جاتا

تھا"۔[۳۶] اسی بات کو خود ہندو ادیب کرشن چندریوں بیان کرتا ہے کہ، "ہندو اسے کہتے ہیں جو مسلمان کا دشمن ہو چنانچہ مسلمان گوشت کھاتا ہے۔ ہندو ترکاری کھاتا ہے۔ مسلمان گائے کو حلال سمجھتا ہے ہندو اسے ماتا سمجھ کر پوجتا ہے"۔[۳۷] المختصر شعائر اللہ کی حفاظت اور دینی امور میں خلل علیحدگی کا اہم موجب بنی۔

۱۱۔ قرارداد پاکستان:

مندرجہ بالا تمام حالات کے پیش نظر ہندوستان کے مسلمانوں میں دینی معاملات میں مداخلت، جبر اور غلامی کو کسی بھی صورت میں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ناانصافی کو برداشت کرنا مسلمانوں کے عقائد میں شامل ہی نہیں ہے۔ مسلمانان ہند نے اپنی آزادی کی جدوجہد کو اسلام کے نظریہ سے وابستہ کیا۔ علامہ اقبال نے خطبہ الہ آباد ۱۹۳۰ء میں اسی نظریہ کی عکاسی کرتے ہوئے نظریہ پاکستان کو بنیاد بن کر مسلمانوں کے لیے الگ مسلم ریاست کا مطالبہ کیا۔ قائداعظم نے ۲۳مارچ ۱۹۴۰ء میں قرارداد لاہور میں آزاد مسلم ریاست کے الفاظ بطور الگ ریاست کے لیے استعمال کیے اور بھرپور طریقے سے نظریہ پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ، "مسلمان ایک قوم ہیں قومیت کی ہر تعریف کے مطابق ایک قوم لہٰذا ایک قومی وطن چاہتے ہیں۔ ہم آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اپنے ہمسائیوں کے ساتھ امن اور آشتی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ جو مقصد ہم نے سامنے رکھ لیا ہے وہ حاصل کر کے رہیں گے۔ ہم وہ تمام قربانیاں دیں گے جن کی ضرورت ہے"۔[۳۸]

قرارداد لاہور کے بعد بھرپور طریقے سے حقیقی طور پر نظریہ پاکستان کی ترویج ہوئی۔ ہر مسلمان نظریہ پاکستان کی بنیادی روح سے واقف تھا۔ ہر زبان پر صرف ایک ہی نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ الا اللہ"۔ یوں تحریک پاکستان ایک دینی تحریک بن کر ابھری۔

خلاصہ بحث:

حاصل کلام یہ کہ جو سیکولر گروپ (secular group) پاکستان کی تقسیم کو صرف اور صرف معاشی مجبوری قرار دیتے ہیں سراسر غلط ہے۔ تاریخی پس منظر ان کے خیالات کی نفی کرتا ہے۔ یہ درست ہے کہ مسلمان معاشی مسائل میں گھیرے ہوئے تھے اور ان کے حل کے لیے وہ علیحدہ وطن چاہتے تھے۔ کیا معاشی آسودگی کے لیے مسلمانانِ ہند اسلام سے منحرف ہو سکتے تھے۔ عملی طور پر یہ بات بھی مشاہدے میں آتی ہے کہ، دنیا میں جتنے بھی انقلاب آئے ان کے پیچھے زیادہ تر دینی عقائد ہی تھے۔ وطنِ عزیز پاکستان کی تخلیق کا سبب بھی مذہبی رجحانات ہی بنے۔ جس طرح سے سر سید احمد خان ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ایک بڑی وجہ مذہبی مداخلت بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، "مذہبی معاملات میں مداخلت ہی سرکشی کا بڑا سبب تھی"۔[۳۹] اس بات کی تائید امیر جماعتِ اسلامی سینیٹر

سراج الحق بھی اپنے کالم میں ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ "پاکستان مدینہ منورہ کے بعد کرہ ارض پر اسلام کے آفاقی و غیر فانی نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آنے والی دوسری مملکت خداداد ہے۔ پاکستان کا قیام بیسویں صدی کا عظیم معجزہ ہے۔ پاکستان اپنے نظریے کے بغیر ایسے ہی ہے جسے روح کے بغیر جسم۔۔۔ پاکستان کے قیام کا مقصد محض ایک ریاست کے حصول تک محدود نہیں تھا بلکہ قائداعظم کے مطابق ہمارے پیشِ نظر ایک ایسی آزاد اور خود مختار مملکت کا قیام ہے جس میں مسلمان اپنے دین کے اصولوں کے مطابق زندگی گزار سکیں"۔[۴۰] آج بھی سیکولر بھارت میں مذہبی انتہا پسندی عروج پر ہے۔ مذہب کی بنیاد پر ہی مسلمانوں کا خون بہانا عام سی بات ہے۔ آج بھی گائے ذبیحہ کا مسئلہ شدت اختیار کر چکا ہے جو صرف اور صرف مسلمان اقلیت کو دبانے کے لیے ہے۔ اس حوالے سے اینکر و صحافی معید پیرزادہ (دنیا چینل) پر سی این این کی رپورٹ کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے کہا کہ بھارت میں مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ ریاست گجرات میں (جو کہ موجودہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کا آبائی علاقہ بھی ہے) گائے ذبح کرنے پر ۱۰ سال قید کا قانون ہے۔ سی این این نے اپنی رپورٹ میں مزید کہا کہ حالانکہ دنیا میں انڈیا (ہندوستان) کی ریاست یوپی گائے کا بہترین گوشت فراہم کرنے میں پیش پیش ہے۔ اس لیے یہ قانون صرف اور صرف مسلمانوں کو دبانے کے لیے ہے۔ اس بحث میں انڈین صحافی کو تیا کریشن نے حصہ لیتے ہوئے بتایا کہ مودی سرکار میں یہ معاملہ زیادہ بڑھا ہے۔ یہ اقلیتوں کو دبانے کے لیے ہے۔[۴۱] آج بھی سیکولر بھارت میں دین ہی کی بنیاد پر مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر حسین احمد پراچہ اپنے کالم میں اس حوالے سے اس طرح سے رقم طراز ہیں کہ "گزشتہ ستر سالوں میں ہندو مسلم فسادات کی آڑ میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ ساری دنیا کے سامنے ہے۔ انڈین وزیر اعظم نریندر مودی کے گجرات میں ۲۰۰۲ء میں ۱۰۰۰ مسلمانوں کو نہایت بے دردی و بے رحمی سے قتل کروایا اور زندہ جلوایا"۔[۴۲] کیا یہ مظالم معاشی پسماندگی کی وجہ سے ہو رہے ہیں بلکہ حقیقت میں مذہب کی بنیاد پر کیے جا رہے ہیں۔ آج بھی بھارت میں مساجد کو اصطبل میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ بابری مسجد کی شہادت اور وہاں کی عدلیہ کا اس فیصلے کو صحیح قرار دینا اسلام سے نفرت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آج خود وہاں کے مسلمان جو ہندوستان کو اپنا گھر سمجھتے تھے اور دو قومی نظریہ کے شدید مخالف تھے۔ آج وہ قائداعظم اور نظریہ پاکستان کی بنیاد پر علیحدگی کو درست قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ بھارت میں ہر مصیبت کا ذمہ دار مسلمانوں کو قرار دے کر قتل کرنا عام سی بات ہے جس کی ایک اور تازہ مثال عالمی وبا کرونا (Covid-19) کی ہے یہ وباء چین سے نمودار ہوئی اور پوری دنیا کو لپیٹ میں لے لیا۔ مگر مودی سرکار اور عام ہندو اس کا ذمہ دار مسلمانوں اور مسلم عبادات کو قرار دے کر ان کی زندگیوں کو مزید تنگ کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ، اسلام کی تبلیغ کرنے والے بھارت میں

اس وبا کو بھارت میں پھیلانے کے ذمہ دار ہیں۔ اس وقت جو کچھ بھارت میں مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے اس سب کو دیکھنے کے بعد کوئی یہ کہے گا کہ پاکستان صرف اس لیے قائم کیا گیا کہ، مسلمانوں کو معاشی استحصال سے نجات مل جائے۔ سید حسن ریاض کے مطابق: کیا اتنے مذہبی اسباب کی بنا پر تباہی کے بعد بھی یہ کہنا چاہیے کہ تحریک پاکستان کا بنیادی مقصد ہندوؤں کے معاشی غلبے سے نجات حاصل کرنا تھا، اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا جنھوں نے یہ تحریک جاری کی اور چلائی اور اس کو کامیابی تک پہنچایا وہ صرف مسلمان تھے اور وہ یہ خوب جانتے تھے کہ وہ یہ سب برصغیر میں اسلام کی حفاظت کے لیے کر رہے ہیں۔ برصغیر میں اسلام کی حفاظت مسلمان کی حفاظت ہے برصغیر میں مسلمانوں کی معیشت، تہذیب، ثقافت اور دین کی حفاظت کلی طور پر اسلام کی حفاظت ہے۔[۴۳]

سفارشات

واضح ہو اکہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے۔ جس کی بنیاد نظریہ پاکستان پر ہے۔ اور اس نظریہ کی اساس دین اسلام پر ہے اور پاکستان کی بقاو سلامتی اس کی اساس کی مضبوطی پر ہی منحصر ہے۔ اس موضوع پر تحقیق کے تناظر میں چند سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔ جس سے پاکستانی عوام میں دینی تشخص کے فروغ اور نظریہ پاکستان کی حقیقت کو واضح کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

- نظریہ پاکستان کے فروغ اور بقا کے لیے ریاست اپنی ذمہ داریاں پوری امانت کے ساتھ انجام دیں۔
- فرد، جماعت، پاکستانی اداروں پر لازم ہو کہ وہ نظریہ پاکستان کے فروغ، دفاع اور عملی نفاذ و تحفظ کے لیے اقدامات میں بھرپور حصہ لیں۔
- نظریہ پاکستان کی اساس کے حوالے سے جو عناصر اسلامی نظریات کی بجائے سیکولر نظریات کا پرچار کر رہے ہیں ان کا محاسبہ کیا جائے۔
- نظریہ پاکستان اور اسلام کے حوالے سے اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے درجے پر تاریخ نظریہ پاکستان کو تفصیلاً نصاب میں شامل کیا جائے۔
- پاکستانی میڈیا کے تمام فورم پر ایسے سکالرز کو مباحثوں میں دعوت دی جائے جو علوم دینیہ اور تاریخ کے ماہر و اسلام کی حقیقی روح جانتے ہوں تاکہ نئے مسائل کے حل میں جو فکری جمود ہے۔ اس کا خاتمہ ممکن ہو اور دین اسلام کی صحیح تعبیر و تشریح عوام الناس تک پہنچائیں۔
- حکومت سیکولرازم تحریک کی حقیقت اور اسلام کی حقانیت کی وضاحت کا انتظام کرے۔
- پاکستانی میڈیا پاکستانیت کا حق ادا کرتے ہوئے ایسی تحریریں اور خبریں بار بار عوام کو دکھائے جن میں سیکولر بھارت میں نہ صرف مسلمانوں بلکہ مذہبی بنیادوں پر دوسری اقلیتوں کے ساتھ مظالم کی حقیقت واضح ہو سکے۔

نظریہ پاکستان کے حوالے سے ریاست تحریری مقابلوں کا زیادہ سے زیادہ انتظام کرے تاکہ نئی نسل میں شعور پیدا ہو۔

مراجع و حواشی

۱۔ آلِ عمران، ۳: ۱۹ ۲۔ حسن ریاض، سید، پاکستان ناگزیر تھا، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ۱۹۷۰ء، ص ۵۶۸

۳۔ پاکستان ناگزیر تھا، ۵۷۰ ۴۔ عثمانی، شبیر احمد، علامہ، خطباتِ عثمانی، ہاشمی بک ڈپو سریانوالہ بازار لاہور، ۱۹۴۶ء، ص ۱۴

۵۔ Justice, Syed Shameem Kadri, Creation of Pakistan, Army Club, GHQ Rawalpindi, 1983, p. 2

۶۔ پاکستان ناگزیر تھا، ص ۳۔۴

۷۔ فاطمی، قدرت اللہ، سید، پاکستانی قومیت جعرافیائی و تاریخی تجزیہ، ادارہ معارف پاکستان، اسلام آباد، 14 اگست، 1972ء، ص 101

۸۔ Dr. Tara Chand, Influence of Islam on Indian Culture, Allahabad India, 1946, p. 137

۹۔ سید ابو الاعلی مودودی، تحریک آزادی ہند اور مسلمان، اسلامک پبلی کیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ لاہور، ۲۰ جون، ۲۰۰۵ء، ص، ۱/ ۴۱-۴۲

۱۰۔ محمد میاں، سید، مولانا، علمائے ہند کا شاندار ماضی، مکتبہ محمودیہ جامعہ مدینہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ۱ / ۲۴

۱۱۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص / ۵۷۵، احسان اللہ ثابت، ڈوگر پبلشرز، اردو بازار لاہور، س۔ن

۱۲۔ ندوی، ابو الحسن علی، سید، مولانا، تاریخ دعوت عزیمت، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸، ۱۹۶۵ء، ۴ / ۲۷۰۔۲۷۵

۱۳۔ ایضاً ۱۴۔ بلگرمی، علی، سید، تمدن ہند، محمود ریاض پرنٹرز لاہور، ۲۰ فروری، ۱۹۶۲ء، ص ۳۵۸

۱۵۔ محمد سلیم، پروفیسر، تاریخ نظریہ پاکستان، ادارہ تعلیم و تحقیق تنظیم اساتذہ پاکستان، ۸۔ ذیلدار پارک اچھرہ لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۵۲

۱۶۔ ندوی، ابو الحسن، علی، سید، سیرت احمد شہید، ادب منزل کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۶۹-۷۱

۱۷۔ قاضی جاوید، ہندو مسلم تہذیب، ادارہ تحقیقات لاہور، ۱۹۹۵ء ص، ۲۱۰ ۱۸۔ محمد اکرام، شیخ، موجِ کوثر، فیروز سنز لاہور، ۱۹۵۴ء، ص، ۱۳۔۱۴

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۵ ۲۰۔ ثروت صولت، ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، ۲۰۰۶ء، ۲/ ۴۰۰

۲۱۔ تاریخ نظریہ پاکستان، ص، ۱۲۷

۲۲۔ فارانی، محمد الیاس، رحیم، برصغیر میں مسلم قومیت کے تصور کا ارتقاء، ادارہ مطبوعات پاکستان، کراچی، ۱۹۸۸ء، ص، ۳۳۲

۲۳۔ تاریخ نظریہ پاکستان، ص، ۱۹۱ ۲۴۔ ایضاً، ص، ۱۹۳ ۲۵۔ ایضاً، ص، ۱۲۸

۲۶۔ Creation of Pakistan, p. 417 ۲۷۔ برصغیر میں مسلم قومیت کے تصور کا ارتقاء، ص، ۱۹۷-۱۹۸

۲۸۔ پروفیسر محمد خلیل اللہ، تحریک پاکستان، مکتبہ اختر بہادر آباد کراچی، ۲۷ اکتوبر، ۱۹۶۷ء، ص، ۲۴

۲۹۔ خان، سید احمد، سر، اسباب بغاوت ہند، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۵ء، ص، ۲۳۶

۳۰۔ تاراچند، ڈاکٹر، تاریخ تحریک آزادیِ ہند، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی وزارتِ انسانی وسائل حکومتِ ہند، ۱۹۸۰ء، ۲ (؟) ۲۹۹

۳۱۔ عقیل، معین الدین، ڈاکٹر، تحریک پاکستان کا تعلیمی پسِ منظر، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص، ۱۰۴

۳۲۔ تاریخ تحریک آزادی ہند، ۲/ ۲۹۹ ۳۳۔ تاریخ نظریہ پاکستان، ص، ۸۵

۳۴۔ طفیل احمد منگوری، مسلمانوں کا روشن مستقبل، حماد الکتبی شیش محل لاہور، ۱۹۴۵ء، ص، ۱۷۰ ۳۵۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی، ۱ / ۹۹

۳۶۔ ولی مظہر، بی اے، ایڈووکیٹ، عظیم قائد۔۔۔ عظیم تحریک: ایک تاریخ، شعبہ نشر و اشاعت ملتان، ۱۹۹۱ء، ص، ۶۳۷

۳۷۔ کرشن چندر، شکست کے بعد، البیان چوک انارکلی لاہور، ۱۹۶۶ء، ص، ۴۹۔۵۰

۳۸۔ اقبال احمد صدیقی، قائد اعظم: تقاریر و بیانات، بزم اقبال کلب روڈ لاہور، ۱۹۹۸ء، ۲/ ۲۷۳۔۲۷۳ ۳۹۔ رسالہ اسباب بغاوت ہند، ص ۲

۴۰۔ (روزنامہ) جنگ لاہور، سینیٹر سراج الحق (امیر جماعتِ اسلامی)، ۲۳ مارچ ایک عہد کی تکمیل کا دن (خصوصی کالم)، جلد نمبر ۳۸ شمارہ نمبر ۱۲۱، صفحہ نمبر: ۲۳، ۲۳ مارچ ۲۰۱۷ء ۴۱۔ (چینل) دنیا نیوز لاہور، ایک دن معید پیرزادہ کے ساتھ (اتوار ۸:۲۱)، ۱۹ اپریل ۲۰۱۷ء

۴۲۔ (روزنامہ) جنگ لاہور، حسین احمد پراچہ، ڈاکٹر، حکمِ اذاں (۲۳ مارچ پیچھے مڑ کر دیکھنے کا دن)، جلد نمبر ۳۸ شمارہ نمبر ۱۲۱، صفحہ نمبر: ۲۳، ۲۳ مارچ ۲۰۱۷ء۔

۴۳۔ پاکستان ناگزیر تھا ص ۵۷۱